۲۔ کیا مغربی جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کیا جا سکتا ہے

اس سوال کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ جمہوریت میں یہ لازمی امر ہے کہ مقتدر اعلیٰ کوئی انسان ہو یا انسانوں پر مشتمل ادارہ۔ انسان سے ماورا کسی ہستی کو مقتدر اعلیٰ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جب کہ اسلامی نقطۂ نظر سے مقتدر اعلیٰ کوئی انسان ہو ہی نہیں سکتا[1] بلکہ مقتدر اعلیٰ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جس کی بنا پر ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ جمہوریت سے اسلام کبھی سر بلند نہیں ہو سکتا[1]

ترا نادان امید غمگساری ہا ز افرنگ است ‎ ‎ ‎ دل شاہین نہ سوزد بہر آں مرغے کہ در چنگ است

گو یہ بحث یہاں پر ہی ختم ہو جانی چاہیے تاہم چونکہ ہمارے دستور میں یہ الفاظ شامل کر دیے گئے ہیں کہ "مقتدر اعلیٰ اللہ تعالیٰ ہے" اس لیے ہم اس بات کا ذرا تفصیل سے جائزہ لینا چاہتے ہیں کہ آیا ایسا ہونا ممکن ہے بھی یا نہیں؟

فرانس کے منشورِ آزادی — جسے موجودہ جمہوریت کی روح سمجھا جاتا ہے — کو تیار کرنے والے وہ لوگ تھے جو ایک طرف تو کلیسا کے مظالم اور ٹیکسوں سے تنگ تھے اور دوسری طرف بادشاہ کے استبداد اور اس کے ٹیکسوں سے۔ لہٰذا وہ مذہب سے بھی ایسے ہی بیزار تھے جیسے کہ بادشاہ اور اس کی استبدادی حکومت سے۔ اس منشورِ آزادی میں ان کی مذہب سے بیزاری اور بادشاہت سے دشمنی یہ دونوں باتیں واضح طور پر پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ منشور میں جہاں مختلف قسم کی پانچ مساوات کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سیاسی مساوات اور جنسی مساوات اس قسم کی ہیں۔ جن کا جواز غالباً انجیل سے بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اور قرآن و سنت میں تو انھیں غلط ثابت کرنے کے لیے اتنی نصوص مل سکتی ہیں کہ ان سے ایک الگ مجموعہ تیار کیا جا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا دونوں قسم کی مساوات دراصل ایک ہی اصل "حق بالغ رائے دہی" کی فروع

---

[1] تعارف مدنیت ص۱۰۶۔ پروفیسر محمد امین جاوید ایم اے تاریخ و سیاسیات۔